تصویر کی مختلف اقسام اور ہماری غفلت

مرتب

حضرت مولانا مفتی احمد ممتاز صاحب مدظلہم

خلیفہ مجاز

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب مدظلہم

تلمیذ رشید

حضرت مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمہ اللہ

ناشر

تعمیر معاشرہ جامعہ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم

مدنی کالونی، ہاکس بے روڈ گریکس، ماڑی پور کراچی 0333-2117851

www.jamiakhulafaerashideen.com
societyrectifier@gmail.com

﴿تمہید﴾

نحمده ونصلي على رسوله الكريم......

يَـٰأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادخُلُوا فِي السِّلمِ كَافَّةً وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيطَانِ إِنَّهُ لَكُم عَدُوٌّ مُبِينٌ. [البقرة : ۲۰۸]

ترجمہ: اے ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو اور شیطان کے قدم بقدم مت چلو، وہ تمہارا کھلا دشمن ہے (کہ ایسی پٹی پڑھا دیتا ہے کہ ظاہر میں تو سراسر دین معلوم ہو اور فی الحقیقت بالکل دین کے خلاف)۔ (بیان القرآن ۱/۱۴۴، ط: دارالاشاعت)

إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللّٰهِ الإِسلَامُ. [آل عمران : ۱۹]

ترجمہ: بلاشبہ دین (حق اور مقبول) اللہ تعالیٰ کے نزدیک صرف اسلام ہی ہے۔

(بیان القرآن ۱/۲۲۳، ط: دارالاشاعت)

وَمَن يَبتَغِ غَيرَ الإِسلَامِ دِينًا فَلَن يُقبَلَ مِنهُ وَهُوَ فِي الآخِرَةِ مِنَ الخٰسِرِينَ.

[آل عمران : ۸۵]

ترجمہ: اور جو اسلام کے سوا کسی دوسرے دین کو طلب کرے گا تو وہ (دین) اس (شخص) سے (خدا تعالیٰ کے نزدیک) مقبول (ومنظور) نہ ہوگا اور وہ (شخص) آخرت میں تباہ کاروں میں سے ہوگا (یعنی نجات نہ پائے گا)۔ (بیان القرآن ۱/۲۵۹، ط: دارالاشاعت)

قانون بنانے کا حق صرف اس کو ہے جس میں دو صفتیں بدرجہ کمال دائماً ہوں، ایک یہ کہ اس کا علم کامل ہو اور دوسری یہ کہ اس کی قدرت کامل ہو اور یہ دونوں صفتیں اللہ تعالیٰ ہی کی ذات میں بدرجہ اتم موجود ہیں، اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی دوسرا ایسا نہیں جس میں یہ دونوں وصف بدرجہ اتم موجود ہوں اس لیے قانون بنانے کا حق صرف اللہ تعالیٰ کو ہے اور بس۔

اسی بنیاد پر مسلمانوں کا دعویٰ ہے کہ ہمارا اسلام اور اسلام کے قوانین جامع اور قیامت تک

کے زمانے کے لیے ہیں، زندگی کا کوئی پہلو ایسا نہیں جس میں اسلام نے ہماری رہنمائی نہ فرمائی ہو، اللہ تعالیٰ رحم فرمائے شریعتِ اسلام کے خدام فقہاءِ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ پر جنہوں نے اسلام کے ہر پہلو کی جامعیت کو انتہائی سہل انداز میں مرتب کر کے پیش کیا ہے اور حقیقت میں اللہ تعالیٰ ہی نے ان خدام کو اعلیٰ درجہ کی قوتِ حافظہ اور قوتِ فہم عطا فرما کر ان کے ذریعے سے دینِ اسلام کو آسان اور اس کی جامعیت کو واضح فرمادیا ہے۔

دیکھیے! حضرات فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کو پیدا فرما کر مستقبل میں آنے والے حوادث کے احکام ...... جزئیات اور کلیات کی صورت میں ان سے بیان کروا دیے، جن خاص جزئیات کا خاص اور صریح حکم حکمت کا مقتضا تھا ان کا خاص اور جزوی حکم بیان کروا دیا اور جہاں حکمت کا مقتضا کلیات اور قواعد کے بیان میں تھا وہاں ایسے کلیات اور قواعد ان حضرات فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ سے لکھوا دیے کہ رہتی دنیا تک ان کی روشنی میں ہر جزئیے کا حکم بتانا اہلِ فتویٰ کے لیے آسان ہو گیا اور اس طرح اختلاف جو عالَم کا بہت بڑا فتنہ ہے، کا تدارک کیا گیا۔ فالحمدلله علی ذٰلک.

زیرِ بحث مسئلہ تصویر کو دیکھیے کہ ان خداداد صلاحیت رکھنے والے حضرات فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے تصویر اور عکس میں ایسا آسان اور عام فہم فرق بیان فرمایا ہے کہ ہر مسلمان اس کو بآسانی سمجھ سکتا ہے، چنانچہ ان کے بیان کردہ فرق کا مدار دو چیزیں ہیں:

(۱) صنعت (۲) تابعیت

جاندار کی جس شبیہ میں صنعت نہیں یعنی کسی انسان نے اپنے اختیار سے کچھ کر کے نہیں بنایا اور وہ شبیہ اصل کے تابع ہے یعنی اصل ہے تو وہ پانی اور آئینہ پر نظر آتا ہے، اگر اصل وہاں سے ہٹ جائے تو پھر شبیہ بھی نظر نہیں آتی، ایسی شبیہ کو عکس کہا جاتا ہے جس کا بننا اور چند شرائط کے ساتھ دیکھنا جائز ہے۔

اور جاندار کی وہ شبیہ جس میں صنعت ہے اور تابعیت نہیں اس کو تصویر یا مورتی اور مجسمہ کہا جاتا ہے یعنی جس شبیہ کو انسان اپنے اختیار سے ایسا تصرف کر کے بنائے کہ وہ اصل کے تابع نہ رہے تو وہ تصویر یا بت ہے، جس کا بنانا یا دیکھنا دونوں ناجائز اور حرام ہیں۔ جو مسلمان انصاف سے اس فرق کو سمجھے گا اس کو جاندار کی وہ شبیہ جو حرام ہے کی درج ذیل اقسام میں کسی قسم کا شبہہ نہ رہے گا البتہ جو ان حرام چیزوں کا عادی اور خوگر ہونے کی وجہ سے بضد ہے اس کا ہمارے پاس کوئی علاج نہیں اور نہ ہی ایسے لوگوں کو منوانے کے ہم مکلّف ہیں۔

جاندار کی شبیہ محرم کی اقسام:

اس وقت دنیا میں ہر جاندار کی شبیہ محرم کی اقسام اور صورتیں یہ ہیں :

(۱) مجسمہ جس کو بت اور مورتی بھی کہا جاتا ہے۔

دیکھیے! مجسمہ اور بت خود بخود نہیں بنتا بلکہ کسی انسان کی صنعت اور عمل سے بنتا ہے اور جس کا مجسمہ اور بت ہے اس اصل کا تابع بھی نہیں ہے، اگر وہ اصل مر کر قبر میں بھی جائے تو بھی اس کی یہ شبیہ جو مجسمہ اور بت کی صورت میں ہے موجود رہے گی۔

(۲) تصویر: جو کاغذ، دیوار اور لکڑی وغیرہ پر بنی ہو، چونکہ یہ شبیہ بھی انسان کی صنعت اور عمل سے بنی ہے اور اصل کے تابع بھی نہیں ہے بلکہ اصل کے غائب ہونے کے باوجود یہ موجود رہتی ہے، اس لیے یہ بھی شبیہ محرم اور حرام ہے۔

(۳) سینما کی تصاویر : جو ایک پردے پر بجلی کی روشنی ڈالنے سے اچھلتی کودتی نظر آتی ہیں، یہ شبیہ بھی از اول تا آخر انسان کی صنعت اور عمل کی محتاج ہے، کیونکہ کیمرے، مشینیں وغیرہ آلات سب انسان بناتا ہے، پھر انسان ہی اسے چلا کر منظر کشی کرتا ہے اور اپنی چاہت پر خاص پردے پر دکھاتا ہے، نیز یہ پردے پر رونما ہونے والی تصاویر اصل کے تابع بھی نہیں رہتیں، ان میں سے کئی وہ بھی ہوتے ہیں جو مر کر دنیا ہی سے چلے گئے ہیں لیکن ان کی یہ شبیہ اور تصویر اب بھی

باقی ہے۔

(۴) ڈیجیٹل تصویر : جو ڈیجیٹل کیمرے سے لے کر ٹی وی کی اسکرین یا کمپیوٹر اسکرین یا موبائل کی اسکرین پر دکھائی جاتی ہے، یہ ڈیجیٹل شبیہ اور اس کے آلات بھی انسان کی صنعت اور عمل سے وجود میں آتے ہیں، اس کیمرے کو انسان ہی اپنے اختیار سے بناتا ہے اور پھر منظر کشی کے وقت خود انسان ہی اس کیمرے کو چلاتا ہے اور منظر کشی کرتا ہے اور پھر انسان ہی اپنے اختیار سے جب چاہتا ہے کسی بھی اسکرین پر بجلی کی روشنی ڈال کر دکھاتا ہے، ان میں سے کوئی کام خود بخود خواہ انسان چاہے یا نہ چاہے، نہیں ہوتا، سب انسان کے صنعت اور اختیار سے ہوتا ہے، اسی طرح تابعیت بھی نہیں رہتی، کیونکہ جن لوگوں کا یہ منظر بنایا گیا ہے اگر وہ اسکرین کے سامنے نہ بھی ہوں تو بھی ان کی شکلیں اچھلتی، کودتی اور بولتی، ہنستی نظر آتی ہیں، لہٰذا اس کے تصویر ہونے میں بھی کوئی شبہہ نہیں، جس طرح سینما کے پردے پر روشنی کے ذرات سے بنی ہوئی شبیہ اتفاقاً تصویر اور حرام ہے، بعینہ اسی طرح اسکرین پر روشنی کے ذرات سے بنائی جانے والی شبیہ بھی تصویر اور حرام ہے۔

(۵) براہِ راست منظر کشی اور تصویر سازی: جس کو انگریزی میں ''live'' کہا جاتا ہے، جو کہ مثلاً دو موبائلوں کے استعمال کے وقت نظر آتی ہے، ہر بات کرنے والا اپنے موبائل کا کیمرہ کھول کر اپنے چہرے کو سامنے کر دیتا ہے جس سے اس کی شبیہ اور شکل وصورت دوسرے کے موبائل اسکرین پر نظر آتی ہے، یہ شبیہ بھی تصویر اور ناجائز وحرام ہے، کیونکہ اس صورت میں بھی انسان اپنے اختیار اور عمل سے کیمرے کے ذریعے اپنی شبیہ بناتا ہے اور پھر دوسرے کے پاس بھیجتا ہے، بدوں بنائے دوسرے کے پاس بھیجنا ممکن ہی نہیں اور جس گھڑی شبیہ بناتا ہے اسی گھڑی بناتے ہی وہ شبیہ اپنے اصل کے تابع نہیں رہتی، گویا اس میں انسان کی صنعت بھی ہے اور اصل کے تابع بھی نہیں اس لیے یہ بھی شبیہ محرم اور تصویر ہے۔

شبہہ : بعض کو یہاں یہ شبہہ ہوتا ہے کہ یہاں تابعیت ختم نہیں ہوتی کیونکہ جب موبائل کا کیمرہ چہرہ سے ہٹایا جاتا ہے یا موبائل بند کردیا جاتا ہے فوراً وہ شبیہ اور صورت بھی ختم ہو جاتی ہے، اصل کے ہٹنے سے وہ شبیہ بھی اسکرین سے ختم ہو جاتی ہے۔

جواب : اس کا جواب یہ ہے کہ ایک ہے شے کا وجود اور ایک ہے اس شے کی بقاء۔ براہِ راست دکھائے جانے والے منظر میں وجود تو ہو جاتا ہے یعنی تصویر بن جاتی ہے، البتہ دکھانے کے ساتھ ہی اس کو مٹادیا جاتا ہے، اسی طرح بنتی، دِکھتی اور مِٹتی رہتی ہے، اور سب کا اس پر اتفاق ہے کہ اگر کوئی تختہ سیاہ یا دیوار وغیرہ پر تصویر بنا کر فوراً مٹادے تو بھی اس کو بنانے کا گناہ ہوگا، البتہ باقی رکھنے کا گناہ نہ ہوگا، کیونکہ بنانے کے بعد اس نے باقی نہیں چھوڑی بلکہ فوراً مٹادی ۔اسی طرح براہِ راست نظام میں بنانے کا گناہ ہوگا، البتہ باقی رکھنے کا گناہ نہیں ہوگا کیونکہ تصویر بنا کر مٹادی جاتی ہے۔

(٦) فضائی تصویر : ممکن ہے کہ عنقریب ایسی تصویر بھی آجائے جو فضاء اور ہوا میں بنائی جائے وہ بھی حرام ہے کیونکہ جاندار کی اس شبیہ کے بنانے والے آلات کیمرہ وغیرہ انسان کی صنعت اور عمل کا نتیجہ ہیں اور پھر ان آلات کا چلانا اور فضاء میں شبیہ بنانا بھی انسان کے اختیار اور عمل کا نتیجہ ہے، گویا اس میں از اول تا آخر انسان کے عمل کا دخل ہے، نیز یہ شبیہ اصل کے تابع بھی نہیں کیوں کہ بنانے والے جب چاہیں گے یہ منظر دکھائیں گے خواہ اس وقت اور اسی جگہ اس منظر کے اصل لوگ موجود نہ بھی ہوں۔

الحاصل : قیامت تک جاندار کی شبیہ کی جتنی قسمیں بنتی رہیں گی ہر قسم کا حکم ان خداداد صلاحیت رکھنے والے حضرات فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے بیان کردہ قاعدہ اور فرق سے بآسانی معلوم ہوتا رہے گا، اس قاعدہ اور فرق کی باحوالہ تفصیل آئندہ اوراق میں ملاحظہ فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو فہمِ سلیم اور سمعنا و اطعنا کا جذبہ اور عزم عطاء فرمائیں اور اتباعِ ہوا اور سمعنا و عصینا کی بری عادت سے اپنے فضل و کرم کے صدقے محفوظ فرمائیں۔

﴿تصویر پر وعیدیں﴾

حدیث نمبرا: عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهَا............ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ: مِنْ أَشَدِّ النَّاسِ عَذَاباً یَوْمَ الْقِیَامَةِ الَّذِیْنَ یُصَوِّرُوْنَ هٰذِهِ الصُّوَرَ.

(صحیح البخاری ۲/۹۰۲)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن سب سے زیادہ سخت عذاب ان لوگوں کو ہوگا جو ان (جاندار کی) تصویروں کو بناتے ہیں۔

حدیث نمبر۲: عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهَا عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: أَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا یَوْمَ الْقِیَامَةِ الَّذِیْنَ یُضَاهُوْنَ بِخَلْقِ اللّٰهِ.

(صحیح البخاری ۲/۸۸۰)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

قیامت کے دن سب سے زیادہ سخت عذاب ان لوگوں کو ہوگا جو (جاندار چیزوں میں) اللہ تعالیٰ کی تخلیق کی نقالی کرتے ہیں۔

حدیث نمبر۳: عَنْ مُسْلِمٍ قَالَ کُنَّا مَعَ مَسْرُوْقٍ فِی دَارِ یَسَارِ بْنِ نُمَیْرٍ فَرَأَی فِی صُفَّتِهِ تَمَاثِیْلَ فَقَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ: إِنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا عِنْدَ اللّٰهِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ الْمُصَوِّرُوْن.

(صحیح البخاری ۲/۸۸۰،ط:قدیمی)

آپ ﷺ فرماتے ہیں: بے شک قیامت کے دن سب سے سخت عذاب (جاندار کی) تصویر بنانے والوں کو ہوگا۔

حدیث نمبر۴: عَنْ أَبِی طَلْحَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ ﷺ: لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِکَةُ بَیْتًا فِیْهِ کَلْبٌ وَّلَا تَصَاوِیْر. (صحیح البخاری ۲/۸۸۰)

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں (شوقیہ) کتا یا (جاندار کی) تصویر ہو۔

حدیث نمبر۵: جَاءَ رَجُلٌ اِلَی ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ: اِنِّی رَجُلٌ أُصَوِّرُ هٰذِهِ الصُّوَرَ فَأَفْتِنِیْ فِیْهَا فَقَالَ لَهُ: أُدْنُ مِنِّی فَدَنَا مِنْهُ ثُمَّ قَالَ: أُدْنُ مِنِّي فَدَنَا حَتّٰی وَضَعَ یَدَهُ عَلٰی رَأْسِهٖ وَ قَالَ: أُنَبِّئُکَ بِمَا سَمِعْتُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ: کُلُّ مُصَوِّرٍ فِیْ النَّارِ یَجْعَلُ لَهُ بِکُلِّ صُوْرَةٍ صَوَّرَهَا نَفْسًا، فَتُعَذِّبُهُ فِیْ جَهَنَّمَ، وَ قَالَ: اِنْ کُنْتَ لَا بُدَّ فَاعِلًا فَاصْنَعِ الشَّجَرَ وَ مَا لَا نَفْسَ لَهُ.

(الصحیح لمسلم ۲/۲۰۲)

ایک شخص حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا کہ میں تصویر ساز ہوں مجھے اس کے بارے میں فتویٰ عنایت فرمایئے، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ میرے قریب ہو جا، وہ قریب ہوا، پھر فرمایا اور قریب ہو جا، وہ اور اتنا قریب ہوا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا اور فرمایا: میں آپ کو وہ بات بتا رہا ہوں جو میں نے خود رسول اکرم ﷺ سے سنی ہے، آپ ﷺ فرما رہے تھے: ہر وہ شخص جو (جاندار کی) تصویر بناتا ہے، جہنم میں جائے گا، اللہ تعالیٰ اس کی بنائی ہوئی ہر تصویر میں ایک جان بنائے گا جو اس کو جہنم میں عذاب دے گی، اگر آپ کو یہی تصویر سازی کا پیشہ ہی اختیار کرنا ہے تو درخت اور بے جان چیزوں کی تصویریں بنایا کرو۔

حدیث نمبر۶: أَنَّ عَائِشَةَ حَدَّثَتْهُ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ لَمْ یَکُنْ یَتْرُکُ فِی بَیْتِهٖ شَیْئًا فِیْهِ تَصَالِیْبَ اِلَّا نَقَضَهُ. (صحیح البخاری ۲/۸۸۰)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ اپنے گھر میں کوئی ایسی چیز نہیں چھوڑتے تھے جس پر (جاندار کی) تصاویر ہوتیں مگر اس شے کو توڑ دیتے۔

تنبیہ: اگر لکڑی وغیرہ پر ہوتی تو اسے توڑ دیتے اور اگر کپڑے وغیرہ پر ہوتی تو کپڑے کو پھاڑ دیتے یعنی اس طرح توڑتے اور پھاڑتے کہ اس کا چہرہ مسخ ہو جاتا۔

حدیث نمبر ۷: عَنْ اَبِی الْهَیَّاجِ الْاَسَدِی قَالَ قَالَ لِی عَلِیُّ بْنُ اَبِی طَالِبٍ اَلَا اَبْعَثُکَ عَلٰی مَا بَعَثَنِی عَلَیهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ لَّا تَدَعَ تِمثَالًا اِلَّا طَمَستَهُ وَلَاقَبرًا مُشْرَفًا اِلَّا سَوَّیتَهُ. وَفِی رِوَایَةٍ : وَلَا صُورَةً اِلَّا طَمَستَهَا.
(الصحیح لمسلم ۱/۳۱۲)

ابوالہیاج اسدی رحمہ اللہ تعالیٰ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سنو! میں تمہیں اس کام کا حکم دے کر بھیجتا ہوں جس کا مجھے رسول اللہ ﷺ نے حکم دے کر بھیجا تھا (اور وہ یہ کہ جاندار کی جو) تصویر (نظر آئے اسے مٹادو) مٹائے بغیر مت چھوڑو اور کوئی اونچی قبر نہ چھوڑو مگر یہ کہ اس کو زمین کے برابر کردو (یعنی ایک بالشت کے قریب کردو)

حدیث نمبر ۸: عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰه عَنهُمَا اَخبَرَهُ : أَنَّ رَسُولَ اللّٰه ﷺ قَالَ : إِنَّ الَّذِینَ یَصْنَعُونَ هٰذِهِ الصُّوَرَ یُعَذَّبُونَ یومَ القِیَامَةِ یُقَالُ لَهُم أَحیُوا مَا خَلَقتُم. (صحیح البخاری ۲/۸۸۰)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بے شک ان لوگوں کو جو (جاندار کی) تصویریں بناتے ہیں قیامت کے دن عذاب دیا جائے گا (اور) ان سے کہا جائے گا "جو کچھ تم نے بنایا ہے (ان میں روح ڈال کر) ان کو زندہ کرو۔

حدیث نمبر ۹: عَن أَبِی زُرعَةَ قَالَ دَخَلتُ مَعَ أَبِی هُرَیرَةَ فِی دَارِ مَروَانَ فَرَأَی فِیهَا تَصَاوِیرَ فَقَالَ سَمِعتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ یَقُولُ قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: وَمَن أَظلَمُ مِمَّن ذَهَبَ یَخلُقُ خَلقًا کَخَلقِی فَلیَخلُقُوا ذَرَّةً أَو لِیَخلُقُوا حَبَّةً أَو لِیَخلُقُوا شَعِیرَةً. (الصحیح لمسلم ۲/۲۰۲)

ابوزرعہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے مروی ہے کہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مروان کے گھر میں داخل ہوا تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس کے گھر میں تصاویر دیکھ کر فرمایا کہ میں نے سنا رسول اللہ ﷺ فرمارہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اور اس سے بڑا ظالم کون ہوگا جو (جاندار) مخلوق (کی تصویریں اس طرح) بناتا ہے جیسے میں بناتا ہوں، پس یہ ایک ذرہ یا غلہ اور جو کے ایک دانے کو بنائیں۔

﴿عکس اور تصویر میں فرق﴾

بعض تصویر کو ''عکس'' بول کر بے دھڑک استعمال کرتے ہیں، جبکہ اکابر رحمہم اللہ تعالیٰ نے عکس اور تصویر میں دو ایسے واضح اور کھلے فرق بیان فرمائے ہیں کہ ان پڑھ آدمی بھی اگر انصاف سے پڑھ کر سوچے گا تو وہ بھی سمجھ جائے گا کہ یہ ''عکس'' نہیں ہے بلکہ تصویر ہے اور حرام ہے:

(فرق نمبر ۱) ''عکس اپنے وجود اور بننے میں انسان کے اختیار اور صنعت و کاریگری کا محتاج نہیں ہوتا'':

یعنی عکس میں انسان کی کاریگری و اختیار کا دخل نہیں ہوتا، انسان نہ بھی چاہے تو بھی عکس بنتا ہے جیسے کوئی آدمی آئینہ، پانی یا کسی بھی چمکدار شے کے سامنے جائے تو اس کا عکس اس شے کی سطح پر ضرور نظر آئے گا، ذوالعکس چاہے یا نہ چاہے۔ یہی وجہ ہے کہ عکس کی تعریف میں فعل لازمی ذکر کیا جاتا ہے، چنانچہ حضرات فقہائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ ''عکس'' کو ''انطباع...... منقش ہوجانا'' سے تعبیر کرتے ہیں، اور ''عکس'' کی تعریف اس طرح کرتے ہیں کہ عکس وہ شبیہ ہے کہ جب کوئی شے چمکدار شے کے مقابل آئے تو اس شے کی صورت اور مثال اس چمکدار شے میں خود بخود بدوں انسانی صنعت و اختیار کے منقش ہوجائے۔

علامہ شامی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں:

وَ یُعَبِّرونَ عَنهُ بِالانطِبَاعِ و هُو أنَّ المُقَابِلَ لِلصَّقِیلِ تَنطَبِعُ صُورتُهُ وَ مِثالُهُ فِیهِ لا عَینُهُ وَ یدُلُّ علیه تعبیرُ قاضیخان بقولِه: لِأنَّه لَم یَرَ فرجَها و اِنَّمَا رَأیٰ عَکسَ فَرجِها، فافهم.

(الشامیة ۴/ ۱۱۶، ۱۱۷)

دیکھیے !اس میں لفظِ "انطباع" اور "تنطبع" دونوں بتارہے ہیں کہ عکس کے وجوداور بننے میں انسان کی صنعت، کاریگری اور اختیار کا کوئی دخل نہیں ۔جبکہ تصویر اپنے وجوداور بننے میں ازاول تا آخر انسان کی صنعت وکاریگری اوراختیار کی محتاج ہوتی ہے۔

اسکرین پرظاہر ہونے والی شبیہ کاحکم:

اس فرق سے معلوم ہوا کہ ٹی وی اور موبائل کی اسکرین پر ظاہر ہونے والی جاندار کی شبیہ "تصویر" ہے نہ کہ "عکس" کیونکہ یہ اپنے وجوداور بننے میں انسان کی صنعت وکاریگری اوراختیار کی محتاج ہے، آزادنہیں ہے۔

(فرق نمبر۲) "عکس ہمیشہ اصل اور ذوالعکس کا تابع ہوتا ہے" :

یعنی عکس میں دائماً اس بات کا ہونا ضروری اور شرط کے درجے میں ہے کہ وہ اصل یعنی معکوس کا تابع ہو۔اور تابعیت کے لیے ضروری ہے کہ بیک وقت معکوس (وہ شے جس کا عکس بنتا ہے)اور عکس دونوں موجود ہوں ۔لہٰذا جہاں اصل کے تابع ہونے سے نکلے گا یعنی جہاں بغیر معکوس کے عکس ہوگا تو اس کو عکس نہیں کہا جائے گا بلکہ تصویر کہا جائے گا۔

اسکرین پرظاہر ہونے والی شبیہ کاحکم:

ظاہر ہے کہ اسکرین کی یہ شبیہ اصل کے تابع نہیں ہے کیونکہ یہاں معکوس کے بغیر ہوتا ہے۔ بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ اصل قبر میں ہوتا ہے اوراس کی شبیہ اسکرین پرنظر آرہی ہوتی ہے ۔اگر یہ عکس ہوتا تو یا تو اصل اور معکوس بجائے قبر کے اسکرین کے سامنے ہوتا اور یا یہ شبیہ بجائے اسکرین کے اصل اور معکوس کے ساتھ قبر میں ہوتی ۔اذلیس فلیس۔

﴿صنعت واختیار اور تابعیت کا فرق......اور......اکابر رحمہم اللہ تعالیٰ کی تحریرات﴾

حکیم الامۃ مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تحریر:

"سوال : کیا فرماتے ہیں علماءِ دین اس مسئلہ میں کہ زید عالم ہے وہ کہتا ہے کہ تصویر دستی

یعنی قلم کی بنی ہوئی کا بنوانا یا مکان میں رکھنا حرام ہے لیکن فوٹو کا لیا جانا اور مکان میں رکھنا حرام نہیں ہے بایں دلیل کہ فوٹو آئینہ کا عکس ہے، عام لوگ آئینہ دیکھتے ہیں؟

الجواب : زید کا قول بالکل غلط ہے اور یہ قیاس مع الفارق ہے، آئینہ کے اندر کوئی انتقاش باقی نہیں رہتا زوالِ محاذاۃ کے بعد وہ عکس بھی زائل ہوجاتا ہے بخلاف فوٹو کے، اور یہ بالکل ظاہر ہے اور پھر صنعت کے واسطے سے ہے اس لیے بالکل دستی تصویر کے ہے''۔

(امداد الفتاویٰ ۴/۲۵۴)

دیکھیے! اس عبارت میں حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ کے اس قول...... ''آئینہ کے اندر کوئی انتقاش باقی نہیں رہتا زوالِ محاذاۃ کے بعد وہ عکس بھی زائل ہوجاتا ہے بخلاف فوٹو کے''...... سے واضح ہوا کہ عکس میں تابعیت شرط ہے۔

اسی طرح حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ کے اس قول...... ''اور پھر صنعت کے واسطے سے ہے اس لیے بالکل دستی تصویر کے ہے''...... سے یہ بھی ثابت ہوا کہ تصویر میں صنعت کا دخل ہوتا ہے اور عکس میں نہیں ہوتا۔

مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی تحریر:

''واقعہ یہ ہے کہ ظل وسایہ قائم و پائیدار نہیں ہوتا بلکہ صاحب ظل کے تابع ہوتا ہے۔ جب تک وہ آئینہ کے مقابل کھڑا ہے تو یہ ظل بھی کھڑا ہے جب وہ یہاں سے الگ ہوا تو یہ ظل بھی غائب اور فنا ہوگیا۔ فوٹو کے آئینہ پر جو کسی انسان کا عکس آیا اس کو عکس اسی وقت کہا جاسکتا ہے جب تک اس کو رنگ و روغن اور مسالہ کے ذریعہ قائم اور پائیدار نہ بنایا دیا جائے اور جس وقت اس عکس کو قائم اور پائیدار بنادیا اسی وقت یہ عکس تصویر بن گئی''۔

(تصویر کے شرعی احکام :۱۵)

اس عبارت میں............ ''ظل وسایہ قائم و پائیدار نہیں ہوتا بلکہ صاحب ظل کے تابع ہوتا

ہے"...... سے ثابت ہوا کہ عکس اور تصویر میں تابعیت کا فرق ہے۔ اسی طرح عبارت......"اس کو عکس اسی وقت کہا جاسکتا ہے جب تک اس کو رنگ و روغن اور مسالہ کے ذریعہ قائم اور پائیدار نہ بنایا دیا جائے اور جس وقت اس عکس کو قائم اور پائیدار بنادیا اسی وقت یہ عکس تصویر بن گئی"...... سے یہ بھی ثابت ہوا کہ عکس میں صنعت و اختیار کا دخل نہیں ہوتا کیونکہ روغن اور مسالہ لگانا انسان کی صنعت کے بغیر نہیں ہوسکتا۔

مفتی اعظم حضرت مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی تحریر:

"تصویر و عکس دونوں بالکل متضاد چیزیں ہیں، تصویر کسی چیز کا پائیدار اور محفوظ نقش ہوتا ہے، عکس ناپائیدار اور وقتی نقش ہوتا ہے۔ اصل کے غائب ہوتے ہی اس کا عکس بھی غائب ہوجاتا ہے"۔ (احسن الفتاوی ۳۰۲/۸)

ایک دوسرے مقام پر تحریر فرماتے ہیں :

"(۳) اس کو عکس کہنا بھی صحیح نہیں، اس لیے کہ عکس اصل کے تابع ہوتا ہے، اور یہاں اصل کی موت کے بعد بھی اس کی تصویر باقی رہتی ہے"۔ (احسن الفتاوی ۸۸/۹)

عبارت......"اصل کے غائب ہوتے ہی اس کا عکس بھی غائب ہوجاتا ہے"...... سے معلوم ہوا کہ عکس میں تابعیت شرط ہے۔ یعنی عکس اور معکوس دونوں کا جمع ہونا ضروری ہے۔

دوسری عبارت میں تو حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ نے خود تصریح فرمادی چنانچہ لکھتے ہیں:...... "عکس اصل کے تابع ہوتا ہے"۔

ٹی وی اور تصویر کے ذریعے دین کی اشاعت
اور
اکابر رحمہم اللہ تعالیٰ کے ارشادات

اکابر رحمہم اللہ تعالیٰ کے ارشادات کا خلاصہ اس سلسلے میں یہ ہے کہ ٹی وی پر تبلیغ کے نہ ہم مکلف ہیں اور نہ ہی ہمارے لیے تصویری تبلیغ جائز ہے بلکہ اس میں اللہ تعالیٰ کے احکام کو پامال کرنا ہے جو کہ ناجائز اور گناہ ہے۔

(۱) علامہ محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد نمبر ۱:

اس سلسلہ میں ایک اصولی بات کہنا چاہتا ہوں، اور وہ یہ کہ ہم لوگ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس بات کے مکلّف نہیں ہیں کہ جس طرح بھی ممکن ہو، لوگوں کو پکا مسلمان بنا کر چھوڑیں، ہاں اس بات کے مکلّف ضرور ہیں کہ تبلیغِ دین کے لیے جتنے جائز ذرائع و وسائل ہمارے بس میں ہیں ان کو اختیار کر کے اپنی پوری کوشش صرف کر دیں۔ اسلام نے ہمیں جہاں تبلیغ کا حکم دیا ہے، وہاں تبلیغ کے باوقار طریقے اور آداب بھی بتائے ہیں، ہم ان طریقوں اور آداب کے دائرے میں رہ کر تبلیغ کے مکلّف ہیں، اگر ان جائز ذرائع اور تبلیغ کے ان آداب کے ساتھ ہم اپنی تبلیغی کوششوں میں کامیاب ہوتے ہیں تو عین مراد ہے، لیکن اگر بالفرض ان جائز ذرائع سے ہمیں مکمل کامیابی حاصل نہیں ہوتی تو ہم اس بات کے مکلّف نہیں ہیں کہ ناجائز ذرائع اختیار کر کے لوگوں کو دین کی دعوت دیں، اور آدابِ تبلیغ کو پسِ پشت ڈال کر جس جائز و ناجائز طریقے سے ممکن ہو، لوگوں کو اپنا ہم نوا بنانے کی کوشش کریں۔ (نقوش رفتگاں: ۱۰۴)

(۲) علامہ محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد نمبر ۲:

اگر ہم یہ موقف اختیار نہ کریں تو آج ہم لوگوں کے مزاج کی رعایت سے فلم کو تبلیغ کے لیے

استعمال کریں گے کل بے حجاب خواتین کو اس مقصد کے لیے استعمال کیا جائے گا، اور رقص و سرود کی محفلوں سے لوگوں کو دین کی طرف بلانے کی کوشش کی جائے گی۔ (نقوش رفتگاں:۱۰۴)

(۳) مفتی عاشق الٰہی بلندشہری رحمہ اللہ کا ارشاد نمبرا :

ٹی وی کو جائز قرار دینے کی جسارت : جب ٹیلی ویژن چلا تھا تو علماء نے اس کی مخالفت کی تھی، جو محققین اور خداترس اہلِ علم ہیں اب تک اس کے استعمال کو حرام ہی قرار دے رہے ہیں لیکن جن لوگوں کو عوام سے دبنے اور عوام کے مطابق فتویٰ دینے کا مرض ہے ان میں سے بعض لوگوں نے کہہ دیا کہ یہ تصویر میں نہیں آتا، آئینہ کی طرح سے ہے۔

(تبلیغی اور اصلاحی مضامین ۴/ ۱۴۷، ط: ادارۃ المعارف)

(۴) مفتی عاشق الٰہی بلندشہری رحمہ اللہ کا ارشاد نمبر۲ :

جب ٹیلی ویژن چلا تھا تو علماء نے اس کی مخالفت کی تھی، جو محققین اور خداترس اہلِ علم ہیں اب تک اس کے استعمال کو حرام ہی قرار دے رہے ہیں لیکن جن لوگوں کو عوام سے دبنے اور عوام کے مطابق فتویٰ دینے کا مرض ہے ان میں سے بعض لوگوں نے کہہ دیا کہ یہ تصویر میں نہیں آتا، آئینہ کی طرح سے ہے.......... اب جو نئے مفتی آئے ہیں انہوں نے فرمادیا کہ ٹیلی ویژن آج کل ضروریاتِ انسان میں داخل ہو چکا ہے گویا کہ اگر اس میں کوئی پہلو عدم جواز کا تھا بھی تو "الضرورات تبیح المحظورات" کے پیشِ نظر وہ بھی "کالمعدوم" ہو گیا، کیا یہ بھی کوئی شرعی دلیل ہے کہ انسان معصیت کا اس حد تک خوگر بن جائے کہ اسے چھوڑے تو اضطراری کیفیت ہو جائے اور پھر اس معصیت کو حلال کر لے۔

(تبلیغی اور اصلاحی مضامین ۴/ ۱۴۷......ط: ادارۃ المعارف)

(۵) مفتی اعظم مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ کا ارشاد :

اس کا محض امکان نہیں بلکہ وقوع ہے کہ بعض بظاہر دیندار لوگوں نے مسلمانوں کی مظلومیت اور

جہاد کے مناظر دیکھنے دکھانے کے بہانے ٹی وی اور وی سی آر خریدا اور پھر ہر فحش ڈرامہ اور فلم دیکھنے کے عادی ہو گئے۔ (احسن الفتاویٰ ۹/۸۸)

(۶) جامعہ دار العلوم کراچی کا فتوی...... مع...... تصدیقات مفتی احمد الرحمٰن رحمہ اللہ تعالیٰ، مفتی ولی حسن ٹونکی رحمہ اللہ تعالیٰ، مفتی عبد السلام چاٹگامی مدظلہ العالی وغیرہم :

نامحرم مرد کا عکس کسی نامحرم عورت کو اور نامحرم عورت کا عکس یا تصویر نامحرم مرد کو دیکھنا جائز نہیں جیسے آئینہ میں کسی نامحرم مرد و عورت کے لیے جائز نہیں، ٹی وی کے پروگرام نامحرم مرد و عورت ہی پر مشتمل ہوتے ہیں اور عام دیکھنے والے بھی نامحرم ہی ہوتے ہیں۔

(اقتباس از فتویٰ جامعہ دار العلوم کراچی مؤرخہ ۱۱/۱/ ۱۴۰۲ھ)

(۷) فتوی جامعہ دار العلوم کراچی ...... مع...... تصدیقات مفتی احمد الرحمٰن رحمہ اللہ تعالیٰ، مفتی ولی حسن ٹونکی رحمہ اللہ تعالیٰ، مفتی عبد السلام چاٹگامی مدظلہ العالی وغیرہم:

تحقیق سے معلوم ہوا ہے کہ ٹی وی کے پروگرام تین قسم کے ہوتے ہیں:

(۱) واقعات کی مصور فلم ٹی وی پر دکھلائی جائے۔..................

ان میں سے پہلی صورت (''واقعات کی مصور فلم ٹی وی پر دکھلائی جائے'') میں جو کچھ دکھلایا جاتا ہے خواہ وہ کتنا ہی پاکیزہ، مذہبی اور تعلیمی نوعیت کا پروگرام ہو وہ بلاشبہ تصویر ہے، جاندار کی تصویر دیکھنا دکھلانا قطعاً حرام ہے، اس میں متحرک اور غیر متحرک تصاویر کے حکم میں کوئی فرق نہیں کیونکہ جس طرح جانداروں کی تصاویر کو بنانا حرام ہے اسی طرح بلا عذر بالقصد اور بالارادہ ان کو دیکھنا بھی حرام ہے۔ (اقتباس از فتویٰ جامعہ دار العلوم کراچی مؤرخہ ۱۱/۱/ ۱۴۰۲ھ)

﴿تصویر کے ذریعے اشاعتِ دین کے جواز کی دلیل نمبر ۱﴾

جب نفلی حج اور عمرہ وغیرہ امور کے لیے تصویر جائز ہے تو دین کی اشاعت اور باطل کے رد اور مسلمانوں کے عقائد و نظریات کے تحفظ کے لیے ڈیجیٹل تصویر کے ذریعے تبلیغ کرنا کیوں جائز نہیں؟

جواب:

یہ ایسا مغالطہ ہے جو عوام کو تو دیا جا سکتا ہے لیکن صحیح علم رکھنے والوں کے سامنے یہ ایک خوشنما اعجوبہ سے کم نہیں ہے کیونکہ.............

(۱) نفلی حج اور نفلی عمرہ عبادت ہیں جو روحانی اور شرعی اعتبار سے مسلمانوں کی ضرورت ہیں

(۲) اس سلسلے میں جو ناجائز و حرام کا ارتکاب کرنا پڑتا ہے وہ ان کے اختیار سے بھی نہیں۔

(۳) اس کے اداء کرنے کی کوئی ایسی صورت نہیں جو منکرات سے پاک ہو۔

(۴) اس صورت میں بھی مفتیان عظام نے ان منکرات کو جائز نہیں فرمایا بلکہ صرف رخصت دی ہے کہ تمہیں اس کا گناہ نہیں ہوگا۔ گناہ اس بااختیار شخص اور ادارے کے ذمہ داران کو ہوگا جس نے ان عبادات کے لیے تصویر کے منکر کو لازم کیا ہے۔ جبکہ..........

اولاً: تصویری تبلیغ کا عبادت ہونا مسلم نہیں یعنی کسی مسلم فقیہ علیہ الرحمۃ نے تصویر وغیرہ منکر کے ذریعے تبلیغ کو دین کی تبلیغ اور عبادت و معروف نہیں فرمایا بلکہ اکابر علمائے کرام علیہم الرحمۃ نے صراحۃً اس کے منکر اور گناہ ہونے کو بیان فرمایا ہے، چنانچہ علامہ بنوری رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول اوپر گزر چکا کہ "ہم اس طریقہ تبلیغ کے مکلف نہیں" بلکہ حضرت رحمہ اللہ نے تو یہاں تک ارشاد فرمایا ہے کہ "دین کے احکام کو پامال کر کے جو تبلیغ کی جائے گی وہ دین کی نہیں کسی اور چیز کی تبلیغ ہوگی"۔

ثانیاً: اس کا ارتکاب اپنے اختیار اور خوشی سے کیا جاتا ہے۔

ثالثاً: تصویری تبلیغ کے سوا تبلیغ کے منکرات سے پاک، مؤثر، مہذب اور شائستہ طریقے موجود ہیں۔

لہٰذا یہ دلیل قیاس مع الفارق اور مردود ہے۔

﴿تصویر کے ذریعے اشاعتِ دین کے جواز کی دلیل نمبر۲﴾

اس کے ذریعے سے ان لوگوں تک قرآنی مضامین اور دین کی باتیں پہنچانا مقصود ہے جو

مساجد، خانقاہوں اور دیگر دینی محافل ومجالس اور بیانات میں نہیں آتے۔

جواب: الحمد للہ حضرات اکابر علیہم الرحمۃ نے اس دلیل کو رد کرتے ہوئے ٹی وی اور ڈیجیٹل تصویر کے ذریعے تبلیغِ دین کو ناجائز، حرام اور بے دینی کی اشاعت اور احکامِ دینیہ کو پامال کرنا فرمایا ہے۔ حضرات اکابر رحمہم اللہ تعالیٰ کے ارشادات کا خلاصہ درج ذیل ہے:

(۱) تصویری اور فلمی تبلیغ کے ہم مکلف نہیں۔ (علامہ محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ تعالیٰ)

(۲) فلمی تبلیغ کا انجام یہ ہے کہ تبلیغ کے نام پر شریعت کے ایک ایک حکم کو پامال کرنا پڑے گا۔ (علامہ محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ تعالیٰ)

(۳) فلم، تصویر وغیرہ ناجائز ذرائع سے تبلیغ میں کامیابی کی اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی قیمت نہیں۔ (علامہ محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ تعالیٰ)

(۴) فلمی اور تصویری تبلیغ کو حرام کہنے والے ہی محقق اور خدا ترس علماء ہیں۔

(مفتی عاشق الٰہی بلندشہری رحمہ اللہ تعالیٰ)

(۵) کئی گھرانے فلمی تبلیغ کے جواز کے بہانے سے ہر فحش ڈرامے اور فلم کے عادی ہو گئے۔ (مفتی رشید احمد رحمہ اللہ تعالیٰ)

(تفصیلی اقتباسات ماقبل میں صفحہ نمبر ۱۰ پر ملاحظہ ہوں)

﴿تصویر کے ذریعے اشاعتِ دین کے جواز کی دلیل نمبر ۳﴾

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ آجکل تصویر کا عام رواج ہو چکا ہے، کوئی محفل ومجلس اس سے خالی نہیں، عوام تو عوام علماء بھی لیتے ہیں، تو کب تک اس کو ناجائز کہتے رہیں گے؟

جواب:

اس دلیل کا جواب ''مولانا شعیب اللہ خان صاحب دامت برکاتہم (جامعہ مسیح العلوم بنگلور) نے اپنی ایک تحریر میں دیا ہے، چنانچہ لکھتے ہیں:

..........مگر اس دلیل کو مان لیا جائے تو پھر تمام حرام کاموں کو جائز ہو جانا چاہیے، کیونکہ آج شراب بھی عام ہے، موسیقی وگانا بجانا بھی عام ہے، موبائیل فون سے گانے بجانے کی ٹیون ہم نے علماء کو بھی رکھتے دیکھا ہے، اور بے پردگی بھی عام ہے، سود و جوا بھی عام ہے، اور رشوت خوری کا بھی خوب چلن ہے، بلکہ غور کرنا چاہیے کہ کونسا گناہ ایسا ہے جو آج کے معاشرے میں رواج نہیں پا رہا ہے، لہٰذا یہ سب کے سب حرام کام اس لیے جائز ہو جانے چاہیں کہ ان کا رواج عام ہو گیا ہے، لہٰذا کب تک اس کو حرام کہتے رہیں؟ لا حول ولا قوۃ الا باللہ، اگر یہ مفتیانہ منطق چل جائے تو اسلام کا خدا ہی حافظ!

یہاں ان مفتی صاحب کی دلیل کے جواب میں صرف یہ بات کافی ہے کہ ہم حضرت اقدس مفتی محمد شفیع صاحب علیہ الرحمۃ کے رسالہ ''گناہ بے لذت'' سے ایک عبارت نقل کیے دیتے ہیں، بغور ملاحظہ کیجئے: حضرت لکھتے ہیں کہ:

''آج کل یہ گناہ اس قدر وباء کی طرح تمام دنیا پر چھا گیا ہے کہ اس سے پرہیز کرنے والے کو زندگی کے ہر شعبے میں مشکلات ہیں، ٹوپی سے لے کر جوتے تک کوئی چیز بازار میں تصویر سے خالی ملنا مشکل ہو گیا ہے، گھریلو استعمال کی چیزیں، برتن، چھتری، دیا سلائی، دواؤں کے ڈبے اور بوتلیں اخبارات ورسائل یہاں تک کہ مذہبی اور اصلاحی کتابیں بھی اس گناہ عظیم سے خالی نہ رہیں فالی اللہ المشتکی! اور غور کیا جائے تو ان میں سے اکثر حصہ تصاویر کا محض بے کار و بے فائدہ، گناہ بے لذت ہے، مسلمان کو چاہیے کہ گناہ کے عام ہو جانے سے اس کو ہلکا نہ سمجھے، بلکہ زیادہ اہمیت کے ساتھ اس سے بچنے اور دوسرے مسلمانوں کو بچانے کی فکر کریں۔ (گناہِ بے لذت: ۵۲)

حضرت مفتی محمد شفیع صاحب جیسے اپنے زمانے کے مفتیِ بے مثال تو تصویر کے عام ہو جانے کے باوجود یہ کہتے ہیں کہ عام ہو جانے سے دھوکہ نہ کھائیں اور اس کو ہلکا نہ سمجھیں بلکہ اس سے مسلمانوں کو بچانے کی فکر کریں اور یہ جدید الخیال و روشن خیال مفتی صاحب یہ کہتے ہیں کہ جب یہ عام ہو گئی تو اب حرام کو حرام نہیں بلکہ حلال کہو۔ فیا للعجب!

(اقتباس از تحریر مولانا شعیب اللہ خان صاحب دامت برکاتہم، جامعہ اسلامیہ مسیح العلوم بنگلور)

تفصیلی تحریر ہماری کتاب ''ڈیجیٹل تصویر اور ٹی وی چینل کے ذریعے تبلیغ'' میں ملاحظہ ہو۔

﴿بے سند گفتگو اور اس پر تبصرہ﴾

کاغذ اور دیوار کی تصویر......اور......اسکرین کی تصویر میں درج ذیل فرق بیان کیے جاتے ہیں، ذیل میں یہ فرق اور ان پر تبصرہ ملاحظہ ہو:

(فرق نمبرا) ''اسکرین کی تصویر کا سایہ نہیں ہوتا جبکہ کاغذی تصویر کا سایہ ہوتا ہے''۔

تبصرہ: (۱) اس فرق کی وجہ سے حلت اور حرمت میں فرق آتا ہے یا نہیں؟ اس کی دلیل کیا ہے؟ کس فقیہ علیہ الرحمۃ نے یہ فرمایا ہے کہ سایہ دار تصویر اور مجسمہ حرام ہے اور غیر سایہ دار تصویر جائز ہے؟

حضرات فقہائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے تو تصریح فرمائی ہے کہ ''ذو ظـــــــل......سایہ دار''......اور......''غیر ذی ظل......غیر سایہ دار'' دونوں حرام ہیں۔

قال العلامة النووی رحمه الله تعالیٰ : ...... و لافرق فی هذا کله بین ماله ظل و ما لاظل له هذا تلخیص مذهبنا فی المسألة و بمعناه قال جماهیر العلماء من الصحابة و التابعین و من بعدهم و هو مذهب الثوری و مالک و أبی حنیفة و غیرهم. (شرح النووی علی صحیح مسلم ۱۹۹/۲، ط: قدیمی)

لٰہذا اس فرق کا بیان بے سود ہوا۔

(۲) یہ فرق کہ......'' کاغذی تصویر کا سایہ ہوتا ہے اور اسکرین کی تصویر کا سایہ نہیں ہوتا''......اتنا غلط اور باطل ہے کہ وہ عوام جن کا علماء سے تھوڑا بہت تعلق ہے وہ بھی سمجھتے ہیں کہ یہ غلط ہے کیونکہ اس پر علماء نے تفصیل سے لکھا ہے کہ جاندار کے مجسمہ اور مورتی کا سایہ ہوتا ہے اور دیوار اور کاغذ کی سطح پر بنی ہوئی تصویر کا سایہ نہیں ہوتا، لٰہذا دونوں میں سایہ کی بنیاد پر فرق کرنا غلط اور حق کے خلاف ہے۔

تعجب ہے کہ کاغذ کی تصویر کو سایہ دار کیسے کہا جاتا ہے؟ جبکہ سب جانتے ہیں کہ سایہ کاغذ کا ہوتا ہے، کاغذ کی سطح پر بنی ہوئی تصویر کا نہیں ہوتا کیونکہ سطح عرض ہے نہ کہ جوہر اور عرض کا سایہ نہیں ہوتا۔ جیسے رنگ دار کپڑے کے سائے کو کوئی ذی عقل یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ رنگ کا سایہ ہے، کپڑے کا سایہ نہیں۔

(فرق نمبر۲) اسکرین کی تصویر کو چھوا نہیں جا سکتا جبکہ کاغذی تصویر کو چھوا جا سکتا ہے۔

تبصرہ :(۱) چھونے اور نہ چھونے پر حلت وحرمت کا مدار ہے، یہ کس کتاب میں ہے؟۔اذ لیس فلیس۔یعنی جب اس فرق سے حکم میں فرق کا کوئی فقیہ علیہ الرحمۃ قائل نہیں تو اس کے بیان کرنے کی کیا ضرورت ہے؟

(۲) اگر کاغذی تصویر کی پلاسٹک کوٹنگ کی جائے یا دیوار کی تصویر پر شیشہ لگایا جائے تاکہ تصویر چھونے سے محفوظ ہو جائے تو یہ جائز ہونا چاہیے۔جبکہ آج تک اس کے جواز کا فتوی کسی نے بھی نہیں دیا۔معلوم ہوا کہ یہ فرق بے سود اور غیر مؤثر ہے۔

(فرق نمبر۳) اسکرین کی تصویر کو پکڑا نہیں جا سکتا جبکہ کاغذی تصویر پکڑی جا سکتی ہے۔

تبصرہ : (۱) اس فرق پر حکم کا مدار ہے، یہ کس کتاب میں ہے؟

(۲) کاغذی تصویر میں بھی تصویر نہیں پکڑی جاتی بلکہ کاغذ پکڑا جاتا ہے، کیونکہ تصویر تو ایک

عرض ہے، جس کا مستقل اور بالذات وجود نہیں اور عرض کو پکڑنا ناممکن ومحال ہے۔ دیکھیے! رنگ دار کپڑے کو اگر کوئی پکڑے تو یہی کہا جائے گا کہ اس نے کپڑے کو پکڑا ہے نہ کہ رنگ کو پکڑا ہے۔ یہ ممکن نہیں کہ بدوں کپڑے صرف رنگ کو کوئی پکڑ سکے۔

جس طرح وہ کاغذ جس پر تصویر ہوتی ہے کو پکڑا جاسکتا ہے بدوں کاغذ صرف تصویر کو پکڑنا ناممکن اور محال ہے اسی طرح جس اسکرین پر تصویر نمودار اور ظاہر ہوتی ہے وہ بھی کاغذ کی طرح جوہر ہے جو پکڑا جاسکتا ہے بدوں اسکرین صرف تصویر نہیں پکڑی جاسکتی، لہٰذا دونوں میں کوئی فرق نہیں۔

(فرق نمبر۴) ''اسکرین کی تصویر صرف اسکرین پر ہمیں محسوس ہوتی ہے، اس کے اندر کوئی تصویر نہیں ہوتی، اگر کوئی موبائل کو اوپر سے توڑنا شروع کرے اور آخر تک توڑتا اور کھرچتا رہے تو بھی اس کو اس کے اندر کوئی تصویر نہیں ملے گی۔ اس فرق کا مطلب یہ ہے کہ کاغذ اور دیوار کی تصویر کے پیچھے گویا کہ تصویر کا مادہ موجود ہے جبکہ اسکرین کی تصویر کے پیچھے کوئی مادہ نہیں۔

تبصرہ : (۱) کیا اس فرق پر حلت وحرمت کا مدار ہے؟ اس کا حوالہ ضروری ہے۔

(۲) یہ فرق بھی اعجوبہ بالائے اعجوبہ ہے، کیونکہ اسکرین کی سطح پر جو تصویر نظر آرہی ہے، اسکرین کے پیچھے اس تصویر کا مادہ میموری کارڈ اور ہارڈ ڈسک وغیرہ میں ہونا سب جانتے ہیں، اگرچہ کھرچنے سے ہم اس جیسی تصویر تک نہیں پہنچ سکتے جبکہ کاغذی اور دیوار کی تصویر کے پیچھے اس تصویر کے مادہ کا کسی بھی صورت میں نہ ہونا سب جانتے ہیں نیز اگر کوئی کاغذ اور دیوار کو کھرچنا شروع کردے تو کھرچتے کھرچتے آگے نکل جائے گا لیکن نہ یہ تصویر اس کو ملے گی اور نہ زیرو(0) اور ون(1) کے اعداد کے جوڑوں میں اس کا مادہ اور میموری ملے گی۔

نیز اس فرق کی بنیاد پر تو کوئی اباحیت کا پرستار یہ کہہ سکتا ہے کہ جب اسکرین کی تصویر جس کے پیچھے مادہ بھی ہے وہ جائز ہے تو کاغذی اور دیواری تصویر تو بطریق اولیٰ جائز ہونی چاہیے

کیونکہ اس کے پیچھے نہ تصویر ہے اور نہ مادہ۔

الحاصل! حق بات یہ ہے کہ جب کاغذی اور دیواری تصویر بدوں مادہ ناجائز ہے تو اسکرین کی تصویر بطریق اولیٰ ناجائز اور حرام ہوگی۔

(فرق نمبر ۵) وہ تصویر حرام ہے جو سیاہی سے بنائی جائے۔ اگر روشنی سے بنائی جائے تو وہ حرام نہیں، چونکہ اسکرین پر جو تصویر کی صورت نظر آتی ہے وہ بجلی کی روشنی ہے لہٰذا اس کو تصویر نہیں کہا جاسکتا۔

تبصرہ: یہ فرق تین وجوہ سے ایک غلط فہمی ہے:

(۱) تصویر کے سلسلے میں یہ فرق کس کتاب میں ہے؟ کہ سیاہی سے پھر سیاہی کی فلاں قسم سے یا فلاں طریقے سے بنائی جائے تو جائز ہے اور فلاں طریقے اور رنگ سے ناجائز ہے؟

ماضی میں بعض نے کیمرے کی کاغذی اور مطبوعہ (پرنٹ شدہ) تصویر کو طریقے اور رنگوں کے فرق کی بنیاد پر جائز کہا تھا لیکن اکابر رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس فرق کو رد کرتے ہوئے جواب دیا کہ تصویر کے عدمِ جواز میں آلات کے اختلاف سے کوئی فرق نہیں پڑتا، نیز اکابر رحمہم اللہ تعالیٰ نے عکس اور تصویر میں بنیادی فرق بتاتے ہوئے فرمایا کہ صنعت ہر صورت میں ہے، اور صنعت کے بعد جو شبیہ بنتی ہے اسے تصویر کہا جاتا ہے۔ لہٰذا دو وجہ سے روشنی اور شعاعوں سے بنی ہوئی تصویر بھی تصویر ہی ہے: ایک یہ کہ اس میں رنگوں کے فرق کے معتبر ہونے کی کوئی دلیل نہیں۔ دوسرا یہ کہ یہ انسانی صنعت کے بعد وجود میں آئی ہے۔

(۲) کیا اسکرین پر اگر روشنی سے اللہ تعالیٰ کا نام یا قرآن کریم لکھا جائے تو اس کی بے حرمتی جائز ہوگی؟ ظاہر ہے کہ آج تک کسی نے بھی اس کو جائز نہیں کہا۔ جب روشنی سے لکھے ہوئی نقوش کا کسی درجے میں اعتبار ہے تو روشنی سے بنائی ہوئی تصویر کا اعتبار کیوں نہیں ہے؟

(۳) سینما کے پردے پر بھی روشنی سے تصاویر دکھائی جاتی ہیں اور ان کو سب تصویر اور حرام

فرماتے ہیں جس سے معلوم ہوا کہ روشنی سے بنی ہوئی تصویر بھی تصویر ہے اور حرام ہے۔ روشنی کی وجہ سے اس کو جائز نہیں کہا جا سکتا۔

﴿براہ راست (live) منظر کا حکم﴾

یہ بھی تصویر ہے جس کا کھینچنا، دیکھنا اور دکھانا ناجائز و حرام ہے۔

تفصیل اس کی یہ ہے کہ ایک ہے شے کا وجود اور دوسرا اس شے کا باقی رہنا، وجود الگ چیز ہے اور بقاء الگ چیز ہے۔

بعض چیزوں کا وجود اور بقاء دونوں جائز ہوتی ہیں اور بعض میں دونوں ناجائز ہوتی ہیں اور بعض میں ایک جائز اور ایک ناجائز۔ مثلاً

(۱) درخت کی تصویر...... اس کا وجود اور بقاء دونوں جائز ہیں۔

(۲) فرش پر تصویر (جو پاؤں تلے روندی جاتی ہے)...... اس کا وجود ناجائز ہے اور بقاء جائز ہے۔

(۳) اسکرین، دیوار وغیرہما کی بڑی تصویر...... اس کا وجود اور بقاء دونوں ناجائز ہیں۔

براہِ راست تصویر (لائیو منظر کشی) نمبر ۳ میں داخل ہے، اس کا وجود اور بقاء دونوں ناجائز ہیں، چونکہ اس کا وجود ناجائز ہے اور اس صورت میں تصویر کا وجود ہوتا ہے البتہ بقاء نہیں ہوتی کیونکہ کیمرہ جب تک تصویر لے کر بناتا نہیں، آگے دکھا نہیں سکتا۔ البتہ اس صورت میں بنا کر دکھانے کے بعد وہ مٹ جاتی ہے یا مٹا دی جاتی ہے، باقی نہیں رہتی تو اس میں وجود کا گناہ ہے، بقاء کا گناہ نہیں۔ اس کی واضح مثال یہ ہے کہ جیسے کوئی دیوار پر تصویر بنا کر کپڑے وغیرہ سے مٹا دے تو اس میں وجود اور بنانے کا گناہ ہے، بقاء کا گناہ نہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو تمام منکرات خصوصاً تصویر جیسے منکرِ عظیم سے بچائیں اور تمام منکرات کے ختم کرنے کی توفیق نصیب فرمائیں۔